39818 ـ نماز میں تاخیر کرنا

سوال

میرا سوال نماز کے بارہ میں ہے، نماز کا وقت شروع تو اذان کے وقت ہوتا ہے، لیکن اس کا آخری وقت کونسا ہے ؟ اور کیا نمازی کے لیے نماز میں تاخیر کرنے اور وقت نکل جانے میں کوئی فرق ہے، اور ان دونوں کی سزا کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

نماز کے وقت کی ابتدا اور انتہاء معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (9940) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اور آپ نے نماز میں تاخیر اور وقت نکل جانے میں جو فرق دریافت کیا ہے اس کا جواب درج ذیل ہے:

نماز کا وقت نکل جانا:

وہ یہ ہے کہ نماز کا وقت ختم ہو جائے اور نماز ادا نہ کی جائے، یہ کبیرہ گناہ ہے، لیکن اگر کوئی شرعی عذر ہو تو کوئی گناہ نہیں، مثلا نیند یا بھول جانا.

الموسوعة الفقهية میں ہے:

" فقھاء کرام متفق ہیں کہ نماز میں بغیر شرعی عذر اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا مقررہ وقت نکل جائے تو ایسا کرنا حرام ہیں "

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (10 / 8).

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" جو انسان نماز میں عمدا تاخیر کرے حتی کہ نماز کا وقت ہی نکل جائے، یا پھر وہ نماز کا وقت جانے کے بعد گھڑی کا الارم لگاتا ہے حتی کہ وہ وقت میں نہ اٹھ سکے تو سب علماء کرام کے ہاں یہ عمدا نماز کا تارك ہے، اور اس نے عظیم برائی کا ارتکاب کیا ہے، لیکن کیا یہ شخص کافر ہو گا یا نہیں ؟

اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے:

اگر تو وہ نماز کی فرضیت کا انکار نہیں کرتا تو جمہور علماء کرام اسے اس بنا پر کفر اکبر کا مرتکب نہیں سمجھتے.

اور اکثر اہل علم کی ایک جماعت اسے کفر اکبر کا مرتکب قرار دیتی ہے کہ وہ اس طرح دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جائیگا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" آدمی اور شرک و کفر کے مابین نماز کا ترک کرنا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (82).

اور ایک دوسری حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ہمارے اور ان کے مابین عہد نماز ہے، چنانچہ جس نے بھی نماز ترک کی اس نے کفر کیا "

اسے امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کے علاوہ بھی کئی ایک دلائل ہیں.

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی یہی منقول ہے:

کیونکہ جلیل القدر تابعی عبد اللہ بن شقیق عقیلی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نماز کے ترک کرنے کے علاوہ کسی بھی چیز کو ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے " اھـ

نماز میں تاخیر کرنے کا دو معنوں پر اطلاق ہوتا ہے:

پہلا:

نماز میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا وقت ہی نکل جائے، یہ نماز کا وقت نکل جانے کے معنی آتا ہے، اس کا معنی اور حکم بیان کیا جا چکا ہے.

دوسرا:

نماز کو وقت کے آخر تک مؤخر کرنا.

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (10 / 6).

درج ذیل حدیث کی بنا پر نماز کے آخری وقت میں نماز کی ادائیگی جائز ہے:

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایك سائل آیا اس نے نماز کے اوقات دریافت کیے... چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نماز کا اول اور آخری وقت بتایا اور فرمانے لگے:

" ان دونوں کے مابین نماز کا وقت ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (614).

لیکن اگر نماز میں تاخیر کرنے سے نماز باجماعت کی ادائیگی ضائع ہوتی ہو، اور وہ آخری وقت میں اکیلا نماز ادا کرے، تو ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ اس نے نماز باجماعت کی ادائیگی ترك کی ہے، لیکن اگر وہ نماز باجماعت ادا کرنے میں شرعا معذور ہو تو پھر نہیں.

افضل یہی ہے کہ نماز اول وقت میں ادا کی جائے، صرف عشاء کی نماز دیر سے ادا کرنا، اور گرمی کی شدت کے وقت نماز ظہر ٹھنڈی کر کے ادا کرنا افضل ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اکمل یہی ہے کہ (نماز) شرعی طور پر مقرر کردہ وقت میں ادا کی جائے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب عمل دریافت کرنے والے کو فرمایا:

" بروقت نماز ادا کرنا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (527) صحیح مسلم حدیث نمبر (85).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اول وقت میں نماز ادا کرنا) نہیں فرمایا؛ کیونکہ کچھ نمازیں مقدم کرنی اور کچھ میں تاخیر کرنی مسنون ہے، مثلا نماز عشاء رات کے ایك تہائی حصہ تك تاخیر کرنی مسنون ہے، اس لیے اگر عورت گھر میں ہو اور وہ یہ سوال کرے:

کیا میرے لیے عشاء کی اذان ہوتے ہی نماز ادا کرنی افضل ہے، یا کہ رات کے ایك تہائی حصہ تك تاخیر کرنا ؟

ہم کہینگے: تیرے لیے رات کے ایك تہائی حصہ تك نماز میں تاخیر کرنی افضل ہے؛ کیونکہ ایك رات نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں اتنی تاخیر کی کہ صحابہ کرام کہنے لگے:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں اور بچے سو گئے ہیں چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آکر صحابہ کو نماز پڑھائی اور فرمانے لگے:

" اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھوں تو یہ اس نماز کا وقت ہے "

اس لیے اگر عورت اپنے گھر میں ہو تو اس کے لیے نماز مؤخر کرنی افضل ہے.

اور اسی طرح فرض کریں اگر مرد محصور ہوں، یعنی کچھ افراد سفر میں ہوں اور وہ یہ کہیں:

کیا ہم عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کریں، یا کہ پہلے ادا کر لیں ؟

تو ہم کہینگےکہ آپ کا تاخیر کرنا افضل ہے.

اور اسی طرح اگر ایك گروہ سیر و تفریح کے لیے نکلے اور عشاء کی نماز کا وقت ہو جائے تو ان کے لیے عشاء کی نماز اول وقت میں ادا کرنا افضل ہو گی یا تاخیر کر کے ادا کرنا ؟

ہم کہینگے: اگر تاخیر کرنے میں مشقت نہ ہو تو ان کے لیے نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا افضل ہے.

اور باقی سب نمازیں اول وقت میں ادا کرنی افضل ہیں، لیکن اگر کوئی سبب ہو تو تاخیر ہو سکتی ہے، چنانچہ فجر کی نماز مقدم کی جائیگی، اور ظہر کی نماز مقدم کی جائیگی، اور عصر کی نماز مقدم کی جائیگی، اور عصر کی نماز مقدم کی جائیگی، لیکن اگر کوئی سبب ہو تو پھر نہیں.

اسباب یہ ہیں: اگر گرمی شدید ہو تو پھر ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت تك مؤخر ہو سکتی ہے، یعنی نماز عصر کے قریب تك؛ کیونکہ جب عصر کا وقت قریب ہوتا ہے تو گرمی کی شدت میں کمی آ جاتی ہے، شدید گرمی میں نماز ظہر ٹھنڈی کر کے ادا کرنا افضل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے شعلوں سے ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (537) صحیح مسلم حدیث نمبر (615).

ایك بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے تو بلال رضی اللہ تعالی عنہ اذان کے لیے اٹھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ٹھنڈ ہونے دو، پھر کچھ دیر بعد اذان کہنے اٹھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھنڈ ہونے دو، پھر کچھ دیر بعد اذان کہنے اٹھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (629) صحیح مسلم حدیث نمبر (616).

اسباب میں یہ بھی شامل ہے کہ: جماعت آخری وقت ہوتی ہو، اور اول وقت میں جماعت نہ ملے، تو یہاں تاخیر کرنی افضل ہو گی، جس طرح کہ سکی شخص کو صحرا میں نماز کا وقت ہو جائے، اور اسے علم ہو کہ وہ نماز آخری وقت میں جماعت پا سکتا ہے، تو کیا اس کے لیے اسی وقت نماز ادا کرنی افضل ہو گی یا کہ وہ نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے نماز میں تاخیر کر لے ؟

ہم کہینگے: افضل یہ ہے کہ آپ نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے تاخیر کر لیں، بلکہ ہم یہاں جماعت کے حصول کے لیے نماز میں تاخیر کرنا واجب کہینگے. اھـ

دیکھیں: فتاوی ارکان الاسلام صفحہ (287).

واللہ اعلم .